رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

مدینۃ المسیح

حضرت فضل عمرؓ کی طبیعت بحمد اللہ اچھی ہے۔ حضور نے ۳۱ مئی و یکم جون کے درس میں عجیب عجیب نکات معرفت بیان فرمائے۔

۲۔ قادیان میں بخار کی شکایت تاحال چلی جاتی ہے تقریباً ہر گھر میں ایک نہ ایک بیمار ہے۔

اخبار احمدیہ

نکاح مبارک۔ میاں محمد اکبر ولد علاؤ الدین صاحب لدھیانوی احمدی حال امروتی کا نکاح حکیم محمد الدین صاحب سیالکوٹی حال وارد ناگپور بھوتیا دروازہ کی لڑکی عائشہ بی بی عمر ۱۵ سال کے ساتھ دو سو پچاس روپے مہر پر بمقام ناگپور ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس نکاح کو مبارک کرے۔ اور ایسی اولاد بخشے جو سلسلہ احمدیہ کی خادم اور مرضیات الہیہ پر چلنے والی ہو۔

ایڈیٹر النجم کا فرار۔ لکھنؤ سے ایک شخص بھاگلپور آیا تھا اور اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے برخلاف وعظ کیا۔ اس نے مولوی عبدالماجد صاحب کو چیلنج بھی دیا۔ لیکن جب اسے کہا گیا۔ کہ امن والی جگہ میں تم بھی دس بیس آدمی لیکر آ جاؤ۔ ہم بھی دس بیس آدمی لیکر آ جاتے ہیں۔ تو مولوی صاحب نے کہا کہ یہ شرط منظور نہیں اور کہا کہ پبلک چاہتی ہے۔ کہ تمام لوگ مناظرہ کو دیکھیں پھر کہنے لگا۔ کہ چند تعلیم یافتہ لوگ ہوتے۔ اور مناظرہ ہو جاتا۔ اور اب وہ پٹنہ چلا گیا ہے۔

تبلیغ محلانوالہ میں۔ مولوی محمد ابراہیم بقاپوری مبلغ لکھتے ہیں۔ کہ چوہدری اللہ داد صاحب کے بار بار کہنے پر خاکسار موضع محلانوالہ تحصیل اجنالہ میں گیا۔ ایک چکڑالوی خیال دوست نے ان خیالات سے بائب ہو کر بیعت کا عریضہ حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں لکھا۔ میاں عبدالقدوس نے وفات مسیح ناصری اور آمد مسیح مہدی مان کر استخارہ برائے بیعت شروع

باہتمام شیخ عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر شائع ہوا

کر دیا ہے۔ ایک مولوی سے متواتر ایک درانگ تک تین گھنٹہ بحث ہوتی رہی۔ آخر میں کہنے لگا آیات قرآنیہ سے عیسیٰ زندہ نہیں سمجھا جاتا۔ حدیثوں کے متعلق پھر گفتگو کرونگا۔ ایک اور مولوی صاحب سے گفتگو ہوئی جنہ اللہ الیہ اور اس میں اہل کتاب پر پڑا زور دیا۔ آخیر کہنے لگے۔ ابراہیم کے دلایل بڑے زبردست ہیں۔ ایمانداری اسی میں ہے کہ میں مان لوں۔ کہ ان کے دلائل کے جوابات میرے پاس نہیں۔ اس جگہ پر میرے دو وعظ بھی ہوئے۔ لوگوں کی تعداد اچھی تھی ؛

بھاگلپور میں نفوذ سلسلہ۔ بھاگلپور سے نور الحسن صاحب لکھتے ہیں۔ مولوی عبد الماجد صاحب تبلیغ میں بہت کوشاں ہیں۔ مختار اقبال صاحب احمدی نے اپنے دروازہ پر وعظ کرایا تھا۔ نماز مغرب کے بعد ایک غیر احمدی مولوی ہمارے جلسہ میں آیا۔ ایک حدیث پیش کر کے مولوی عبد الماجد صاحب پر سوالات شروع کر دیئے۔ مولانا ممدوح نے ایسے احسن پیرایہ میں ان کا جواب دیا کہ مولوی گھبرا گیا۔ اور اس نے محسوس کیا کہ لوگوں پر احمدیت کا اثر ہو رہا ہے۔ سامعین پر بہت اچھا اثر ہوا۔ قدرت اللہ صاحب مختار نے کہا کہ ہم پہلے احمدیت سے دور تھے اب بہت قریب آگئے ہیں

مدراس میں اشاعت سلسلہ۔ مفتی محمد صادق صاحب تحریر فرماتے ہیں (اب تو کئی دن سے مفتی صاحب قادیان میں ہیں) یہاں چند متواتر وعظ ہوئے۔ شور مچ گیا ہے۔ مولویوں نے مباحثہ کے واسطے کہلا بھیجا میں نے مان لیا۔ کہ اچھا۔ پھر کوئی جواب نہیں آیا۔ مخالفت میں کچھ مخفی تیاریاں بھی ہو رہی ہیں مگر ابھی تک کوئی وعظ ہوا نہیں۔ میرے گذشتہ وعظ میں مولویوں نے چند فسادی بھیجے تا فساد کریں۔ لیکن مولوی سلطان محمود صاحب کو پہلے سے خبر ہو گئی اور پولیس کا انتظام ہو گیا۔ رات کے بارہ بجے تک وعظ ہوتا رہا۔ صداقت مسیح موعود کو وضاحت سے بیان کیا گیا سب خاموش سنتے رہے ؛

بھاگلپور سے برادرم محمد عیسیٰ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ آج کل یہاں ہمارے خلاف سخت شورش پھیلائی جا رہی ہے۔ مولوی صاحبان لوگوں کو ہر طرح ہمارے برخلاف بھڑکاتے رہتے ہیں۔ ترجمۃ القرآن کی خریداری سے روکنے کے لئے زبانی کوششوں کو ناکام دیکھ کر اشتہار کے ذریعے لوگوں کو منع کرنا چاہا ہے۔ لیکن خدا کے فضل سے امید ہے۔ کہ سعید روحیں ان کی کسی کوشش سے نہ رک سکینگی ہمارے خلاف کوشش کرنے والوں کا سرغنہ مولوی محمد علی کانپوری ہے۔ خدا نے اپنے فضل سے غیر احمدی لوگوں میں سے ہی ایک گروہ اس کی مخالفت میں کھڑا کر دیا ہے یہ گروہ ہمارے ساتھ نرمی سے پیش آ رہا ہے۔ نیز ہماری ساری کتابوں کا جو مولوی محمد علی کے خلاف لکھی گئی ہیں مطالعہ کرتا ہے۔ یہ بھی تبلیغ کا ایک عمدہ راستہ کھل گیا ہے۔ ہماری جماعت کی طرف سے ہینڈ بل شائع کرنیکا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ توفیق دے۔

بستی چھچھ سے میاں نظام الدین صاحب لکھتے ہیں کہ یہاں کے مخالفین نے جمع ہو کر اس بات کا اعلان کیا ہے۔ کہ احمدیوں کو دوکانوں سے خرید و فروخت اور کوئیں سے پانی نہ پینے دیا جائے۔ اور نہ کوئی غیر احمدی ان سے کسی قسم کا برتاؤ رکھے۔ ان کے گھر کا کھانا پینا حرام ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی کیا ہے کہ گاؤں کے کمیوں کو ہمارے کام کاج کرنے سے روک دیا ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ اگر ان کا کام کرو گے۔ تو ہم تم سے اپنا کام نہ کروائینگے۔ مخالفت دن بدن بڑھتی جاتی ہے۔ اور اندیشہ ہے۔ کہ کوئی اور نقصان نہ پہنچائیں برادران دعا فرماویں۔ کہ خدا تعالےٰ ان کی تکلیفوں سے محفوظ رکھے۔ اور انہیں سمجھ دے۔

سرگودہا کے علاقہ میں مولوی عبد الرحمن صاحب مبلغ بہت کوشش اور سعی سے تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔ جہاں جہاں انکے لیکچر ہوئے۔ خدا کے فضل سے سامعین کے لئے بہت موثر ہوئے ہیں۔ اور بہت پسند کئے گئے ہیں۔ کئی ایک احباب نے بیعت بھی کر لی ہے خدا تعالیٰ بیش از بیش توفیق دے ؛

درخواست دعا۔ ہمزاللہ خانصاحب اپنے دو بھائیوں اور ایک ملازم کے لئے جو ایک مقدمہ میں پھنس گئے ہیں۔ دعا کے لئے گذارش کرتے ہیں ؛ احباب درد دل سے دعا فرماویں۔ کہ خدا تعالیٰ ان کو بری کرا دے

قبولیت دعا۔ اخویم معلی بخش صاحب اوورسیر کچھ عرصہ سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی خدمت میں اپنی مشکلات کے دور ہونے کے لئے قریباً ہر روز بغرض دعا ایک خط لکھا کرتے تھے۔ الحمد للہ کہ انہیں کامیابی نصیب ہو گئی۔ وہ اپنے تازہ خط میں حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں لکھتے ہیں۔ کہ یہ عرض کرتے ہوئے مجھے از حد خوشی اور شکر کرنیکا موقع ملا ہے کہ خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے حضور کی دعائیں میرے لئے اعجازی طور پر پوری کیں۔ مخالفین نے میرے خلاف ہر ایک قسم کی کوشش کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اور میں ان کی کوششوں سے بالکل بے خبر تھا۔ لیکن شکر اور ہزار بار شکر ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے حضور کی دعاؤں کو اعجازی طور پر قبول فرما کر مجھے کامیابی بخشی ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۳ رجون ۱۹۱۶ء

حضرت مسیح موعود کے درحقیقت نبی اللہ ہونے کا ایک اور زبردست ثبوت

کیمونیکیٹڈ

حضرت مسیح موعودؑ کی نبوۃ کے منکر بڑا زور اس امر پر دیتے ہیں۔ کہ چونکہ حضرت مسیح موعود خدا تعالیٰ کے ظلی اور بروزی نبی تھے اس لئے آپ درحقیقت نبی نہیں ہو سکتے۔ گو اس بات کا ثبوت نہ وہ آج تک پیش کر سکے ہیں۔ اور نہ قیامت تک پیش کر سکینگے کہ ظلی اور بروزی ہونا کیونکر اور کس طرح ایک مستحق شخص کو درحقیقت نبی اور رسول ہونے سے مانع رہ سکتا ہے لیکن تاہم علاوہ ان ہزارہا دلائل اور براہین نیرہ کے جو آجتک حضرت مسیح موعود کے درحقیقت نبی ہونے پر ہماری طرف سے پیش کئے جا چکے ہیں۔ علاوہ ان ہزارہا شواہد کے جو سمندر کی لہروں کی طرح مسیح موعود کے واقعی نبی ہونے کی تائید میں جوش مار رہے ہیں۔ آج ایک اور زبردست ثبوت پیش کیا جاتا ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے قطعیۃ الدلالت ایت کی طرح فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ ظلی نبی واقعی اور درحقیقت نبی ہوتا ہے اور نفس نبوۃ میں ظلی نبی اور اصلی نبی یکساں ہیں۔ ہاں حصول نبوۃ میں فرق ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ؛

"حافظ صاحب یاد رکھیں۔ کہ جو کچھ رسالہ قطع الوتین میں جھوٹے مدعیان نبوۃ کی نسبت بے سروپا حکایتیں لکھی گئی ہیں۔ وہ حکایتیں اسوقت تک ایک ذرہ قابل اعتبار نہیں۔ جب تک یہ ثابت نہ ہو + + + + + + + کہ ان کی تمام عمر کے مفتریات جن کو انہوں نے بطور افترا خدا کا کلام قرار دیا تھا۔ وہ اب کہاں ہیں۔ اور ایسی کتاب ان کی وحی کی کس کس کے پاس ہے۔ تا اس کتاب کو دیکھا جاوے۔ کہ کیا کبھی انہوں نے کسی قطعی یقینی وحی کا دعوےٰ کیا۔ اور اس بنا پر اپنے تئیں ظلی طور پر یا اصلی طور پر نبی اللہ ٹھہرایا۔ اور اپنی وحی کو دوسرے انبیاء علیہ السلام کے مقابل پر منجانب اللہ ہونے میں برابر سمجھا۔ تا تقول کے معنے اس پر صادق آویں" تحفۃ الندوہ صـ۳

اب اس عبارت میں حضرت اقدس حافظ محمد یوسف سے علاوہ اور باتوں کے ایک اس بات کے ثبوت کا مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ ان جھوٹے مدعیان نبوۃ کی نسبت جن کا ذکر رسالہ قطع الوتین میں کیا گیا ہے۔ یہ ثابت کیا جاوے کہ انہوں نے کسی قطعی اور یقینی وحی کا دعوےٰ کیا اور اس بنا پر اپنے تئیں ظلی طور پر یا اصلی طور پر نبی اللہ ٹھہرایا۔ اب اسی رسالہ میں مندرجہ بالا حوالہ کے تین صفحہ بعد حضرت اقدس پھر اپنے مطالبہ کا اعادہ فرماتے ہیں۔ اور ندوۃ العلما کو ہدایت فرماتے ہیں۔ کہ وہ حافظ سے یہ مطالبہ کرے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"لیکن ندوۃ العلما اگر اپنے تئیں اسم بامسمی کرنا چاہے۔ تو اب اس کی ذاتی ہدایت کیلئے خواہ حافظ صاحب انکے کچھ حصہ لیں یا نہ لیں۔ اس قدر بھی کافی ہے کہ حافظ صاحب سے تو ایسے مدعیان نبوہ کا ملفوظ نبوہ مانگے جن کی وحی کاذب کا قرآن شریف کیطرح تیئس برس تک برابر سلسلہ جاری رہا۔ اور ان سے ثبوت مانگے۔ کہ کہاں انہوں نے قسم کے ساتھ بیان کیا۔ کہ ہم **درحقیقت نبی ہیں**۔ اور ہماری وحی قرآن کی طرح قطعی یقینی ہے" تحفۃ الندوہ صـ۷

اس حوالہ میں حضرت اقدس ندوۃ العلماء کو ہدایت فرماتے ہیں۔ کہ وہ اپنی ذاتی ہدایت کے لئے حافظ صاحب سے علاوہ اور باتوں کے اس بات کا ثبوت طلب کرے کہ ان مدعیان نبوۃ کی نسبت جن کا ذکر رسالہ قطع الوتین میں کیا گیا ہے۔ یہ ثابت کیا جائے۔ کہ انہوں نے قسم کے ساتھ بیان کیا۔ کہ ہم **درحقیقت نبی ہیں**

پس وہ مطالبہ جو حضرت اقدس نے صـ۳ پر "ظلی طور پر یا اصلی طور پر نبی اللہ" کے الفاظ میں تحریر فرمایا بعینہ وہی مطالبہ صـ۷ پر "درحقیقت نبی" کے الفاظ میں تحریر فرمایا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس کے نزدیک ظلی طور پر یا اصلی طور پر نبی اللہ ہونا درحقیقت نبی ہونے کے برابر ہے۔ دیکھو حضرت اقدس پہلے مطالبہ میں یہ تحریر فرماتے ہیں :-

"(یہ ثابت کیا جاوے) کہ کیا کبھی انہوں نے + + + اپنے تئیں ظلی طور پر یا اصلی طور پر نبی اللہ ٹھہرایا۔"

اور دوسری تحریر میں یہ فرماتے ہیں۔

"(یہ ثابت کیا جاوے) کہ کیا انہوں نے قسم کے ساتھ بیان کیا کہ ہم **درحقیقت نبی ہیں**"

خدارا ان حوالوں کو ذرا غور سے پڑھو۔ ان حوالوں میں کن صریح الفاظ میں حضرت اقدس نے ظلی طور پر نبی اللہ ہونے کو درحقیقت نبی اللہ ہونا ٹھہرایا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ حضرت اقدس حافظ صاحب سے اس امر کا ثبوت طلب فرماتے ہیں کہ ایسے مدعیان نبوہ کی نسبت جن کا ذکر رسالہ قطع الوتین میں کیا گیا ہے۔ اور جو بقول حافظ صاحب جھوٹے مدعیان نبوۃ تھے۔ باوجود اس کے وہ لوگ ایسے افترا کے ساتھ ۲۳ برس تک جو آنحضرت صلعم کے ایام بعثت کا کامل زمانہ ہے زندہ رہے۔ یہ ثابت کیا جاوے کہ کبھی انہوں نے اپنے تئیں کسی قطعی یقینی وحی کی بنا پر ظلی طور پر یا اصلی طور پر نبی اللہ ٹھہرایا۔ اور پھر اسی مطالبہ کا اعادہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایسے مدعیان نبوۃ کی نسبت یہ ثابت کیا جاوے کہ انہوں نے اپنے تئیں **درحقیقت نبی** ٹھہرایا۔ دوستو۔ اگر حضرت مسیح موعود کے نزدیک ظلی طور پر نبی اللہ ہونا درحقیقت نبی اللہ ہونا نہ تھا۔ تو کیوں حضرت اقدس نے پہلے مطالبہ میں ظلی طور پر یا اصلی طور پر نبی اللہ کے الفاظ لکھکر اسی بات کو اپنی اگلی تحریر میں

"درحقیقت نبی" کے الفاظ سے تحریر فرمایا۔ کیا اس سے روز روشن کی طرح ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ حضرت اقدس کے نزدیک ظلی طور پر نبی اللہ ہونا درحقیقت نبی ہونا تھا۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں۔ کہ حضرت اقدس ان مدعیان نبوۃ کی نسبت ایسے ثبوۃ کا مطالبہ کریں۔ جس کا تحقق خود آپ کے وجود میں مفقود ہے یعنی اگر حضرت اقدس درحقیقت نبی نہ تھے۔ تو پھر حضرت اقدس کا یہ مطالبہ کہ ان مدعیان نبوۃ کی نسبت جن کے ساتھ میرا موازنہ کیا جاتا ہے۔ پہلے یہ ثابت کرنا چاہیئے انہوں نے ختم کے ساتھ کہیں بیان کیا۔ کہ ہم درحقیقت نبی ہیں۔ بالکل بے معنی اور لغو ٹھہرتا ہے۔ کیا ایک معترض کا حق نہیں۔ کہ یہ اعتراض کرے۔ کہ اے حضرت! (بقول تمہارے بعض نام نہاد مریدوں کے) آپ چونکہ درحقیقت نبی نہیں۔ اس لئے آپ ان مدعیان نبوۃ کی نسبت کیونکر ایسے ثبوۃ کا مطالبہ کرسکتے ہیں۔ جس کا تحقق خود آپ کے وجود میں مفقود ہے۔ سوائے دوستو۔ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر قائم نہ ہو جاؤ۔ اگر ہماری بات تمہیں بری معلوم ہوتی ہے کہ ظلی طور پر نبی اللہ ہونا من حیث النبوۃ درحقیقت نبی ہونا ہے۔ تو آؤ۔ اس خدا کے حکم کی بات کے آگے سر تسلیم خم کردو۔ میں نہیں سمجھتا کہ ایسی صریح حقیقت سے جو روز روشن کی طرح چمک رہی ہے۔ تم کس طرح سے منہ پھیر سکتے ہو۔ سوائے اس کے کہ تم اپنے ضمیر کو اپنے ہاتھوں سے خود تباہ کرچکے

تحفۃ الندوہ ایک ۸ صفحہ کا چھوٹا سا رسالہ ہے اس کو ذرا غور سے پڑھو۔ پھر دیکھو۔ حضرت اقدس کس تحدی سے اپنے آپ کو درحقیقت نبی اور رسول پیش کررہے ہیں۔ مندرجہ بالا دونوں حوالوں کو ایک دوسرے کے سامنے رکھکر دیکھ لو۔ اگر ہمارے عقیدہ کی تائید ہوتی ہو۔ اور ایک ذرہ بھی فرق ہو۔ تو جو چاہو سو کہو۔ لیکن اگر ہمارے عقیدہ کی صریح تائید نکلتی ہو۔ تو پھر اس خدا کے لئے جس نے زمین و آسمان پیدا کیا۔ اور ہر ایک مخلوق کو پیدا کیا۔ اور اس سید الخلق حضرت نبی محمد مصطفٰے صلعم کے لئے جس کی جھوٹی عزت تمہیں انگیز ہے۔ اور جس کی سچی عزت مسیح موعود نے قائم کی ان الفاظ کی تکذیب نہ کرو۔ اور ان عقائد حقہ کی مخالفت نہ کرو۔ جن کی تصدیق خود خدا کا کلام۔ اور احادیث نبویہ اور مسیح موعود کی تحریریں کررہی ہیں۔ وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

ان الدین عند اللہ الاسلام

انسانی فطرت کا یہ تقاضا ہے۔ کہ وہ اپنے لئے اچھی سے اچھی چیز تلاش کرتی ہے۔ ایک غریب ہے۔ تو وہ اپنی حیثیت کے مطابق اچھے سے اچھا کھاتا پہنتا ہے۔ اور اگر امیر ہے تو وہ اپنی حیثیت کے مطابق اپنی خوراک اور لباس رکھتا ہے۔ چونکہ فطرت انسانی اپنے لئے بہتر سے بہتر کی خواہاں ہے۔ لہٰذا اس کے لئے انسان میں اس تمیز کا مادہ موجود ہے۔ بہت سی چیزیں ہیں جنہیں انسان چھوکر معلوم کرلیتا ہے کہ وہ اس کے لئے مضر ہیں یا مفید اور بہت سی ایسی ہیں کہ سنکر معلوم کرلیتا ہے۔ اور بہت سی ایسی ہیں کہ انہیں سونگھکر اور پھر بہت سی ایسی ہیں کہ انسان ان کی بھلائی برائی دیکھکر سمجھ لیتا ہے۔ لیکن پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں۔ کہ بعض چیزوں کی خوبی اس کی قیمت سے بھی پتا چلتی ہے۔ خواہ وہ قیمت ہمیں سماعت سے یا بصارت سے غرض کسی طرح پتا لگے۔ مثلاً دو ایک ہی نام کے کپڑے ہوں۔ اور ایک کی قیمت دوسرے سے دگنی ہو۔ تو اب جس کی قیمت دگنی ہے۔ وہ قیمت سنکر ہی پتہ لگیگا۔ کہ اچھا ہے۔ اور بعض وقت ایسا ہوتا ہے۔ کہ انسان ایک چیز سے اس کی زیادہ قیمت ہونے کی وجہ سے فائدہ اٹھاتا ہے اور دوسری چیز جو بعینہ ویسی ہی ہوتی ہے کم قیمت ہونے کی وجہ سے کام میں نہیں آتی۔ مشہور ہے۔ کہ ہارون رشید نے امام مالک کو لکھ بھیجا کہ آپ آئیں ہم آپکے علم سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ آپنے جواب بھجوایا۔ پیاسا چشمے پر پہنچتا ہے۔ چشمہ پیاسے کے پاس چلکر نہیں آتا یہ جواب سنکر ہارون رشید آپکے پاس پہنچا۔ اور دیوار کے نیچے ڈٹ کر باتیں پوچھنے لگا۔ امام صاحب نے فرمایا علم یوں حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ میرے سامنے ادب سے بیٹھیں۔ غرضیکہ ہارون رشید بیٹھ گیا۔ اور مسئلہ مسائل سنتا رہا۔ پھر ہارون رشید نے ایک اور عالم کو کہلا بھیجا۔ وہ فوراً ہاتھ باندھے ہوئے آ کھڑا ہوا۔ اس سے بھی ہارون رشید نے بہت سی باتیں دریافت کیں۔ آخر میں کہنے لگا۔ امام مالک نے اپنے علم کی قیمت ڈالی۔ ہم نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ اس نے اپنے علم کو ذلیل کیا۔ ہم نے اس سے کچھ فائدہ حاصل نہ کیا۔ تو غرض یہ قیمت ایک ایسی چیز ہے جو کسی شے کو آنکھوں میں مقبول یا ذلیل کردیتی ہے

اسلام نے اس اصول کو بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ شروع میں ہی جہاں قرآن شریف کے واحد کتاب اللہ ہونے پر دلائل دیئے ہیں۔ اور بتایا ہے۔ کہ یہ نہ صرف گمراہوں کو متقی بنا دیتی ہے۔ بلکہ متقیوں کو بھی آگے ہی آگے رہبری کرتی ہے۔ وہاں پھر متقی کی یہ تعریف کرتے ہوئے۔ کہ ہماری اصطلاح میں متقی ایک بہت بڑا درجہ ہے۔ اور جس درجہ کو حاصل کرنا کوئی معمولی بات نہیں بلکہ اس کی ایک جزو یومنون بالغیب ہے بتایا متقی بننے کے لئے متقی کا درجہ حاصل کرنے کے لئے یومنون بالغیب جیسی قیمت خرچ کرنی پڑتی ہے۔ ایمان بالغیب کا جو تسلیم اور یقین سے اس جگہ یہ قابل تذکرہ ہے۔ کہ اسلام کے اللہ تعالٰے کی طرف سے تمام دنیا کے لئے ہونے میں کوئی شک نہیں۔ کہ اگر وہ کسی کو متقی بناتا ہے۔ تو اس کے لئے جو قیمت مقرر کرتا ہے۔ وہ غریب اور امیر دونو کے لئے ایک جیسی ہے۔ نہ تو اس قیمت کے خرچ کرنے میں غریب پر کوئی بوجھ ہے اور نہ امیر پر کوئی آسانی یعنی تسلیم اور یقین دو ایسی چیزیں ہیں کہ غریب اور امیر دونو رکھتے ہیں۔ پھر آگے ان کے اختیار ہیں جس طرح چاہیں خرچ کریں اسلام یقین بالغیب رکھنے والے کو یا تسلیم بالغیب کرنیوالے کو متقی نہیں کہیگا بلکہ اس کا نام معمولی درجہ کا مسلمان بھی نہیں رکھیگا کیونکہ وہ منکر تسلیم بالغیب کو کافر کہتا ہے۔ اور منکر یقین بالغیب کو منافق۔ جیسا کافروں کی نسبت فرمایا۔ . . . . . . ان الذین کفروا

سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرھم لا یومنون اور منافقوں کی نسبت فرما دیا۔ ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ وبالیوم الاٰخر وما ھم بمومنین۔ اور وہ اس بات کو بالکل ناپسند کرتا ہے۔ کہ کوئی شخص تسلیم تو کرے اور اسے یقین نہ ہو۔ جیسے قرآن شریف میں ان لوگوں کے متعلق آتا ہے۔ جو نبی کریمؐ کی بادشاہی کے خوف سے اپنا ایمان لانا ظاہر کیا کرتے تھے۔ فرمایا قل لم تومنوا ولٰکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم ۔

تو اسلام نے مسلمان کے دل میں اسلام کی قدر پیدا کرنے کے لئے ایک بہت بڑی قیمت بھی رکھی ہے۔ لیکن وہ قیمت بھی ایسی کہ امیر سے لیکر غریب سے غریب بھی ادا کر سکتا ہے۔ اور جو اس کو ادا نہ کرے۔ اس کو اسلام نے اسلام سے نکال دیا ہے۔ کسی دنیا کے دوسرے مذہب نے اس اصول کا ذکر تک بھی نہیں کیا۔ تاکہ لوگوں میں اس منصب کی ایک قدر و منزلت پیدا ہو۔ اور اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ انسان کوئی چیز اختیار نہیں کرتا۔ جبتک اس کے دل میں اس کی وقعت نہ ہو۔ اسلام چونکہ تمام دنیا کے لئے تھا۔ اس لئے فطرت کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔ اسلام لانے والے کیلئے ایک اسلام کی قیمت بھی مکرر کر دی تاکہ اس کے دل میں اس کی قدر و منزلت ہو۔ اور وہ قیمت ایسی رکھی۔ کہ جس میں امیر اور غریب سب برابر ہیں۔ تاکہ اسلام کا غریب سے لیکر امیر تک کے لئے ہونا ثابت ہو جائے ۔

چیلنج منظور

صوبہ بنگال میں سلسلہ احمدیہ کی روز افزوں ترقی دیکھکر بنگالی اخبار محمدی نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے علماء کو مخاطب کر کے مباحثہ کا چیلنج دیا ہے اور لکھا ہے کہ ڈھاکہ۔ چٹاگانگ یا کلکتہ میں غیر احمدی علماء میں مباحثہ ہو جائے۔ ہم اس چیلنج کو منظور کرتے ہیں اور شرائط مندرجہ الفضل پرچہ کی ایک کاپی اڈیٹر صاحب محمدی کی خدمت میں ارسال کر دی ہے۔ جہاں چاہیں ہم سے مباحثہ کر لیں ۔

داستانِ امیر حمزہ

مدعیان اسلام کے اکثر فرقے طرح طرح کی ضلالتوں میں گرفتار ہیں۔ کوئی امام حسینؓ کو نبیوں سے بڑھ کر مانتا ہے کوئی امیر حمزہؓ کو کوئی سید عبد القادر جیلانیؒ کو چنانچہ اس گروہ کا حال مکرم معظم حسن موسٰی نے آسٹریلیہ سے لکھا ہے جو دلچسپی مگر افسوس سے پڑھا جائیگا

یہاں کے عام مسلمان کیا خاص مسلمان سب ایسے دین سے بے تعلق ہو گئے ہیں کہ بجز ایک نبی کے اور کوئی شخص ان کی اصلاح نہیں کر سکتا۔ یہی فتوٰی اس ملک کے افغان باشندوں کے لئے بھی درست ہے۔ ان کا مختصر حال سناتا ہوں۔ کہ انہوں نے بھی ایک نبی اپنے لئے بنایا ہے۔ اگرچہ زبان سے اقرار نہیں کرتے ہیں۔ اور نبی کا نام لینا کفر جانتے ہیں۔ اس ملک کے افغان باشندوں کے اعتقادات امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی نسبت ایسے ہیں کہ گویا اس کو دل میں نبی سمجھتے ہیں۔ وہ بڑے زور کے ساتھ اور دعوے کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ مبارک کے دعوٰی نبوت سے پہلے امیر حمزہ نے سارے دنیا کے لوگوں کو مسلمان بنایا۔ عاجز نے ان کو بار بار سمجھایا کہ احادیث کی کتابیں اور تواریخ کی معتبر کتابیں اس بات کی شہادت دیتی ہیں کہ وہ خود رسول اللہ مبارک کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور رسول اللہ کے دعوٰی نبوت کے چند سال بعد اسلام میں داخل ہوئے۔ اور جنگ احد میں شہید ہو گئے انہوں نے دوسرے مشہور والو العزم اصحاب کبار سے زیادہ اسلام کی خدمت نہیں کی۔ ہرگز نہیں کی ہے بلکہ وہ بمثل دیگر قریش کے بتوں کے پجاری تھے۔ اور اسلام کو جانتے بھی نہ تھے۔ اور پھر کہنا کہ رسول اللہ مبارک سے پہلے کسی شخص نے اسلام کو دنیا میں پھیلایا اور قرآن سکھایا۔ کیونکہ بغیر قرآن کے اسلام کا دین جاننا محال ہے یہ اعتقاد کفر ہے اور حضرت رسول کریم کی نبوت سے انکار کرنا ہے۔ مگر ہمارے افغان بھائی اس بات کو ہرگز نہیں مانتے نہیں۔ اور اس بات پر زور دیئے جاتے ہیں کہ جو شخص کہے کہ رسول اللہ مبارک کے دعوے نبوت سے پہلے امیر حمزہ کافر تھے اور مسلمان نہیں تھے۔ وہ شخص خود کافر ہے۔ یہاں کے افغان اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ امیر حمزہ رسول کے ہاتھ پر بتوں سے توبہ کر کے اسلام میں داخل ہوئے عاجز نے بار بار انکو کہا کہ دیکھو امیر حمزہ کے بھائی اور باپ اور چاچے اور تمام قوم کے لوگ دن رات کعبہ میں بتوں کی پوجا کر رہے تھے۔ اس وقت امیر حمزہ نے کیوں انکو نہیں روکا اور کعبہ کو بتوں سے صاف نہ کر وایا۔ اور یہ کام رسول اللہ صلعم پر کیوں چھوڑا۔ جس کے لئے کتنی خونریز لڑائیاں ہوئیں اور ہزاروں اصحاب شہید ہوئے اور بعد ۲۲ سال کے رسول اللہ کامیاب ہوگئے کہ کعبہ کو بتوں سے صاف کریں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کے موافق بتوں کو توڑ ڈالیں۔ امیر حمزہ نے یہ سارا کام خود کیوں نہ کیا۔ ساری دنیا میں اسلام تو پھیلایا اور کعبہ کو بتوں سے صاف نہ کرایا۔ اور نہ اپنے بھائیوں اور قوم کو اسلام میں داخل کرایا۔ کیسے جاہل ہو۔ کیوں نادان بنتے ہو۔ اور طرح طرح سے عاجز نے افغانوں کو سمجھایا کہ داستان امیر حمزہ محض ایک کہانی ہے۔ اور نہایت گمراہ کرنے والی کہانی ہے اللہ تعالٰی اس جھوٹی کتاب کو برباد کرے جس کے سبب یہاں کے سارے افغان گمراہ ہو گئے ہیں اور بڑے شوق سے اسکو پڑھتے ہیں اور مانتے ہیں اور ایسی بیہودہ کہانی کو بڑے فخر کے ساتھ انگریزوں کے سامنے بیان کرتے ہیں اور اس کو اسلام کا ایک جزو ایمان جانتے ہیں۔ بغیر اس کہانی کے ماننے کے کوئی شخص بزعم ان کے مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ استغفر اللہ۔ نعوذ باللہ اس بات پر عاجز کے ساتھ کتنی دفعہ افغانوں نے مباحثہ کیا ہے اور عاجز کو جھوٹا اور کافر کہا ہے اب یہ مشہور کیا گیا ہے کہ فلاں قادیانی ایسا کافر ہے کہ امیر حمزہ کو نہیں مانتا ہے عاجز نے ان کو بار بار کہا کہ میں امیر حمزہ صاحب کو مانتا ہوں کہ وہ بڑے

اصحابی تھے اور رسول اللہ کے پیارے چچا تھے اور اسلام
کے لئے شہید ہوئے۔ میں ان کی عزت کرتا ہوں۔ مگر
انکو نبی نہیں جانتا۔ وہ امتی تھے۔ دوسرے اصحابوں
نے ان سے زیادہ اسلام کی خدمتیں کی ہیں۔ میں امیر حمزہؓ
کے نام پر جو کہانی اور داستان مشہور ہے وہ نہیں
مانتا ہوں وہ سراسر جھوٹ اور کذب ہے۔ مگر افغان
یہی کہتے جاتے ہیں کہ دیکھو فلاں شخص ایسا کافر ہے
کہ امیر حمزہ کو نہیں مانتا ہے۔ عاجز نے ہر چند کہا کہ
میں امیر حمزہ کو مانتا ہوں۔ مگر اس کے نام کی جھوٹی
کہانی اور داستان نہیں مانتا۔ مگر کون سنے۔ اب
عام طور سے افغانوں میں مشہور ہے کہ فلاں شخص
امیر حمزہ کا منکر ہے اور کافر ہے۔ ایسے جاہلوں کو
کون سمجھاوے۔ عبد الحکیم خان والی بات سچی ہے
کہ ایسے جاہلوں کی اصلاح کے لئے ایک نبی کے
آنے کی سخت ضرورت ہے۔ معمولی واعظ یا امام
یا مجدد انکو ہرگز نہیں سدھار سکتا۔ وما توفیقی الا
باللہ العلی العظیم ؞

سید جلال شاہ کے سامنے امیر حمزہ کا مباحثہ ہوا۔
عاجز نے ہر چند اسکو کہا کہ خدا کے لئے افغانوں کو اس
جھوٹے قصے سے ہٹالو۔ مگر وہ خاموش ہو گیا اور
بلکہ افغانوں کا طرفدار ہو گیا۔ اور مباحثہ کو ٹال دیا۔
دو بار اس نے ایسا کیا۔ ایک عرب سید نے افغانوں
کو کہا کہ امیر حمزہ کا مشہور قصہ جھوٹا ہے۔ ان کے ساتھ ہی
ناراض ہو گئے۔ دوسرے لوگوں نے مباحثہ کرنا چھوڑ دیا اور
افغانوں کو خوش کرنے کیلئے ہاں ہاں کرتے جاتے ہیں۔ مگر
عاجز اس قدر جھوٹ و کفر کی داستان کو ہضم نہیں کر سکتا
انکو ہر وقت صاف بات کہدیتا ہوں اس بات پر افغان
اکثر ہمارے سے سخت ناراض ہیں۔ دعا فرماویں کہ
اللہ تعالیٰ انکو ہدایت دیوے۔ بڑے جاہل و نادان
ہیں۔ یا اللہ ان پر رحم کر آمین۔ عاجز کو بڑا دکھ ہوتا
ہے اور انکی نادانی سے شرمندہ ہوں دوسرے قوم
کے مسلمان پروا نہیں کرتے۔ انکو مسخری و ہنسی
معلوم ہوتی ہے ؞

خاکسار محمد حسن صوفی احمدی ولد حاجی موسیٰ جان افغان

ترقی یا تنزل

انہیں تام ہمارے گھر میں شادی

فسبحان الذی اخزی الاعادی

اے مدعیان صداقت دوڑو اور قادیان کی طرف قدم
بڑھاؤ۔ کیوں۔ کس لئے؟ اس لئے کہ قادیان ایک الماس کا
ٹکڑہ ہے۔ جس نے تمام دنیا کو زینت دیکر مرصع کیا ہے
اگر علوم فنون کا مخزن ہے۔ تو قادیان۔ اگر دار الامان
ہے تو قادیان۔ اگر دار العلوم ہے تو قادیان۔ الغرض
بہمہ صفت موصوف ہے۔ ایک صادق مدعی رسالت
اپنی طرف سے کیا کچھ کر سکتا اور کہہ سکتا ہے۔ حق تو یہ ہے
کہ جو کچھ ہوتا ہے اسی مالک کون و مکان و رازق دوجہان
خالق ذوالجلال کی مہربانی و قدردانی سے ہوتا ہے۔ قادیان
کو نبی کے نزول سے پہلے شاید ہی کوئی جانتا ہوگا۔ لیکن آج
اس خدا نے اپنے وعدہ کے مطابق اور آیت واٰخرین
منہم لما یلحقوبہم کے ماتحت نبی کریم کو آپ کی دوسری
بعثت میں نازل فرمایا۔ یہ اس لئے کہ نبی نوع انسان اپنی
وفات کے بعد اس دار ناپائدار میں اگر قیام نہیں
کر سکتے۔ اس لئے معلوم ہوا کہ آپ کی جگہ کوئی اور
آویگا۔ جو نبی ہوگا۔ سو وہ آگیا۔ اس نے آکر اھدنا
الصراط المستقیم کی تعلیم پر قائم کیا۔ قرآن کریم اصلی
رنگ میں جیسا کہ اس کے پڑھنے کا حق ہے آکر پڑھایا
بہت سے متلاشی حق اور سلیم الفطرت انسان موجود
تھے۔ جو خواب غفلت میں پڑے سوتے تھے۔ لیکن
بیدار نہیں ہوتے تھے۔ کیوں نہیں بیدار ہوتے
اس لئے کہ خداوند تعالیٰ اپنی حکیم کتاب میں فرماتے
ہیں۔ وھو الذی انزل من السماء ماءً فاخرج
بہ من الثمرات رزقاً لکم .... ان فی
ذالک لاٰیٰت لقوم یومنون ۔ پانی کی مثال
قرآن کریم میں بار بار اور بڑی کثرت سے آتی ہے۔ اس
کی وجہ یہ ہے کہ پانی کو الہام کے ساتھ بڑی مناسبت
اور مشابہت ہے۔ جس طرح تمام اشیاء کی زندگی
پانی سے ہے یہاں تک کہ انسان کی جسمانی زندگی بھی
پانی سے ہی وابستہ ہے ویسے ہی انسان کی روحانی زندگی
کلام الٰہی سے ہوتی ہے۔ جب تک آسمان سے روحانی
پانی نہیں اترتا۔ یعنی الہام کا سلسلہ شروع نہیں ہوتا
انسان ضلالت کے گڑھے میں پڑا رہتا ہے۔ جس طرح
بارش کے نہ ہونے سے تمام پودے۔ درخت۔ نباتات
وغیرہ جس قدر بھی اشیاء دنیا میں موجود ہیں۔ سب کی
سب مردہ پڑی ہوتی ہیں۔ ویسے ہی انسان کی روحانی
حالت ہے۔ پانی سے تمام زمینی اشیاء پرورش پاتی ہیں
بڑھتی ہیں۔ پھیلتی ہیں۔ پھولتی ہیں۔ لیکن الہامی پانی پر
وہ سعید روحیں جو حجاب غفلت میں پڑی ہوتی ہیں مستفیض
ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ خداوند کریم کو خود ہی پا لیتی ہیں۔ پس
ضروری تھا۔ کہ ان لوگوں کو جگانے کے لئے۔ ان مردوں
کو زمین سے نکالنے کے لئے خدا کی طرف سے کوئی نبی
آتا۔ جو الہام جیسی نعمت سے بھی مستغنی ہوتا۔ چنانچہ آج
چودہ سو سال بعد از آنحضرت صلعم کے آپ کی کامل اتباع
کے ساتھ آپ کی امت میں سے مسیح موعود نازل ہوا۔
لوگوں نے سو بک بک کی۔ ہر چند مخالفت کی۔ ناخنوں
تک زور لگایا۔ جیسا کہ گذشتہ نبیوں کے ساتھ ہوا تھا
آخرکار نادم و پشیمان ہو کر سب نے منہ کی کھائی ؞

خداوند تعالیٰ و تبارک کا یہ دستور ہے کہ وہ نبی کو عین
اس وقت جبکہ اس کا اس دنیا سے جانا ابھی بظاہر نامناسب
معلوم ہوتا ہے۔ اپنے حضور میں بلا لیتا ہے۔ اور بعد
ازاں قدرت ثانیہ کا اظہار ہوتا ہے۔ اور اس میں سلسلہ
پاک و صاف ہو کر مدت مدید و عرصہ بعید تک پھلتا
پھولتا رہتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب
مسیح موعود مہدی مسعود جری اللہ فی حلل الانبیاء نے اپنی
آخری کتاب الوصیت میں بیان فرمایا۔ چنانچہ ایسا ہی
اس سلسلہ احمدیہ میں ہوا۔ جب خداوند تعالیٰ کی دوسری
قدرت کا اظہار ہوا۔ تو سلسلے نے پاک صاف ہونا ہی تھا
اس لئے خدا تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو جو یہ گمان کرتے
تھے۔ کہ "اگر سلسلہ احمدیہ کے حامی ہیں تو ہم اگر کاروبار
چلتا ہے تو ہمارے دم سے چلتا ہے۔ اگر ہم نہ ہوں
تو یہ سلسلہ درہم برہم ہو جائے اور خرابی اور تباہی پھیل جائے"

... اس سلسلہ سے نکال دیا۔ تاکہ انکو معلوم ہو جائے کہ وہ نادان تھے۔ ان کے خیالات غلط تھے ؛

نادان ہے وہ جو اس اختلاف کو کمزوری کا باعث قرار دیتا ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اگر یہ اختلاف نہ پڑتا تو سلسلہ احمدیہ کو اندر اندر ہی گھن لگتا رہتا اور کمزور کر دیتا یہاں تک کہ پیغامی باطل کے حامی اس کی جڑ کو کھوکھلا کر دیتے۔ لیکن وہ غیور ہستی جس نے اس باغ کو اپنے ہاتھوں سے لگوایا تھا۔ کیونکر پسند کر سکتی تھی کہ یہ باغ بے رونق ہو جائے اجڑ جائے (نعوذ باللہ) لہذا اس عالم الغیب خدا نے جو دل کے بھید دل سے واقف ہے تائید یزدانی سے باران رحمت برسایا جس سے تمام گند بہ گیا۔ اور بالکل صفائی ہو گئی۔ باغ کے پھولوں اور پھلوں کے بڑھنے اور تربیت پانے کی طرف خیال فرما دیں۔ جب باغبان دیکھتا ہے کہ چند ایک ٹہنیاں ایسی پیدا ہو گئی ہیں۔ جو رکاوٹ کا باعث ہیں یا کوئی ناقص چیز یا گند وغیرہ اوپر رہ گیا ہے جو نیا شگوفہ نکلنے کو مانع ہے تو وہ بہت جلد اس کو اکھیڑ کر پھینک دیتا ہے۔ تاکہ باغ اپنی پوری آب و تاب اور رونق پر رہے

اے عقل کے اندھو سوچو سمجھو۔ اگر خود سمجھ نہیں سکتے تو یہاں بیت العلوم میں آؤ۔ تا بالکل گمراہ نہ ہو جاؤ۔ بتاؤ تمہارے بہانوں نے تمہارے خیالوں نے کہاں تک تمہارا ساتھ دیا۔ کونسی تبدیلی پیدا ہو گئی۔ کیا تمہارے زمانہ میں قادیان اس قدر علوم و فنون کا مخزن تھا جیسا کہ اب ہے۔ کیا مبلغ اسقدر تھے۔ جتنے اب ہیں۔ کیا چندہ کم ہو گیا۔ کیا تعلیم الاسلام ہائی سکول کی حالت خراب ہو گئی۔ میں کہہ سکتا ہوں۔ وہ نادان تھا۔ جو کہتا تھا کہ یہ سکول اجڑ جائیگا۔ یہاں عیسائی ہیڈ ماسٹر ہوگا اور عیسائی لڑکے تعلیم پائینگے ؛ اگر ہیڈ ماسٹر ہے۔ تو ایسا سلیم الفطرت۔ لائق۔ علم دوست۔ دانا۔ ہوشیار اور پکا مسلمان کہ شاذ و نادر ہی ایسا کوئی نظر آئیگا۔ اگر طلباء ہیں۔ تو کیا شرافتاً اور کیا تعداداً۔ دونوں پہلوؤں سے بڑھے ہوئے ہیں۔ خدا کے فضل سے جس قدر لڑکے اب تعلیم الاسلام ہائی سکول میں تعلیم پاتے ہیں۔ اتنی تعداد آج تک اس سکول میں پہلے نہیں پائی جاتی۔ اور نہ ہی ایسا اچھا نتیجہ آج تک کبھی نکلا ہے۔ جیسا کہ امسال نکلا ہے۔ سوچو۔ ذرا غور کرو۔ اور دیکھو کہ جس سکول کا نام ہی "تعلیم الاسلام" سکول ہے۔ کیا کسی کا سر دکھتا ہے جو یہاں عیسائی ہیڈ ماسٹر لا بٹھائیگا۔ کیا اس میں کبھی ایسی ناگفتہ بہ تبدیلی پیدا ہو سکتی ہے۔ یہ سکول اسم با مسمیٰ تھا۔ اسم با مسمیٰ ہے۔ اور اسم با مسمیٰ رہیگا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) تو فرمائیے صاحب کیا ترقی ہوئی یا تنزل! اگر آنکھیں ہیں تو دیکھو اور جواب دو۔ کیوں برف کی طرح سرد پڑے ہو۔ کیوں دلوں پر جہل کے پردے پڑ گئے۔ اگر کوئی جواب نہیں تو لو میں بتاتا ہوں۔ گر ایک اندھا آدمی بھی ہوگا۔ تو وہ بھی واقعات پر نظر کر کے ضرور یہی کہیگا۔ کہ سب طرح سے ترقی ہوئی ہے۔ یہ ترقی اسی وقت تک رکی ہوئی تھی۔ جب تک کہ تمہارے بطے بڑے ناپاک جسم اس سلسلہ عالیہ میں موجود تھے خدا کا فضل ہے کہ ایسے پاک جسموں کا جدا ہونا ہی تھا۔ کہ رحمت کے بادل امنڈ آئے۔ اور ۔۔۔ ع

اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

کا سماں ہے۔ اب ہمیشہ بہار کا ہی موسم رہیگا۔ اور آپ کو نادم و پشیمان کرنے کے لئے خدا اس سلسلے کو چلائیگا۔ روشن کریگا۔ یہاں تک اس کی چمک سے پیغامیوں کے دلوں میں حسد کی آگ بھڑک اٹھیگی جس سے کہ وہ خود ہی جلکر خاک سیاہ ہو جائینگے

اے احمدی بھائیو! اگر خود کو اور اپنی اولاد کو نیک اور علم دوست بنانا چاہتے ہو۔ اگر دینی و دنیاوی علوم کا خزانہ اپنے اندر بھرنا چاہتے ہو۔ اگر حضرت فضل عمر کی بابرکت صحبت سے مستفیض ہونا چاہتے ہو۔ تو آؤ۔ قادیان میں آؤ۔ اگر لنگڑے ہو تو رینگتے ہوئے آؤ۔ اگر اندھے ہو تو لاٹھیوں کے سہارے سے آؤ اور اپنے دامن بھر کر لیجاؤ

اے قوم کے بزرگو۔ اس عرضداشت پر غور کرو۔ اور اپنے بچوں کو قادیان کی نذر کرو۔ تاکہ وہ چار دانگ عالم میں تمہارا نام روشن کریں۔ علم کے موتیوں کی بہتی ہوئی ندی سے یہ بھی کچھ در یتیم جمع کر لیں۔ صرف اسی لئے احمدی نہ کہلائیں۔ کہ ان کے والدین احمدی ہیں۔ بلکہ ان کو معلوم ہو کہ احمدیت کیا چیز ہے۔ اور وہ بھی سچے اور اصلی معنوں میں احمدی بن کے دکھائیں۔ آمین۔ ثم آمین ؛

شمس الدین سیالکوٹی

ایڈیٹر۔ یہ مضمون چوہدری مولا بخش صاحب سیالکوٹی کے بیٹے کا ہے جو آجکل تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں تعلیم پاتا ہے۔ الفضل کے ڈائرکٹران پالیسی طلباء کے لئے اخبار میں مضمون نویسی پسند نہیں کرتے لیکن میں نے صرف یہ دکھانے کے لئے اسے شائع کر دیا ہے۔ کہ ہر ایک احمدی کو اپنی اولاد کی تربیت کم از کم ایسی تو کرنی چاہئے کہ وہ اسلام اور سلسلہ احمدیہ کے لئے اتنا غیور رہو جتنا ہمارے چوہدری صاحب کا بچہ ہے

بلیٹین کی کارروائی

آج ایک سکھے جیسی معلوم ہو کہ بلیٹین معاند لاہور نے الفضل پر کچھ اتہام لگا کر مسلمانوں کو سلسلہ احمدیہ کے خلاف بھڑکانا چاہا ہے۔ اگرچہ یہ ایک ناکام کوشش ہے جس میں اس کا دیتا کچھ نقصان ہو تاہم ہمیں افسوس ہے کہ جس پرچہ میں مضمون جاسے خلاف لکھا گیا۔ کم از کم وہ پرچہ بھی نہیں بھیجا گیا۔ اس طرح چھپ چھپے حملے کرنا مردوں کا کام نہیں۔ ہم سر سید کو بہت بڑا آدمی مانتے ہیں اور اس کی جائز عزت اپنی شرافت و نجابت کا خاصہ سمجھتے ہیں۔ لیکن خدا کے نبی کے مقابل میں ان کی وہی حیثیت وہی پوزیشن ہمارے نزدیک ہے۔ جو ہم نے بیان کی ہے۔ واحد غائب کی ضمیر کوئی بے ادبی یا ہتک نہیں۔ بلکہ یہ تو ایک طرز تحریر ہے اور یہ جو سابق ایڈیٹر مشیرا نے لکھا ہے کہ سر سید نے حضرت مرزا صاحب کے بارہ میں اچھی رائے ظاہر کی تھی یا کسی مخالفت سے روکا تھا۔ تو یہ ہم پر احسان نہیں جری اللہ فی حلل الانبیاء جو اکمل اور اتم طور سے بروز محمدؐ تھا۔ اور جسکی حمد خدا اپنے عرش عظیم پر کرتا ہو دنیا کے لوگوں کی تعریفوں سے یقیناً مستغنی ہے اور جب اس جامع جمیع کمالات محمدیہ پر کئی لاکھ سچے مومن صبح و شام درود بھیجتے ہیں تو کسی کی گالیوں سے اسکی قدر کم نہیں ہو سکتی۔ ہم سر سید کی عزت کرتے ہیں اور کرتے رہینگے۔ لیکن یہ کبھی نہیں مان

احکام اسلام کی فلاسفی

ایک صاحب نے چند سوالات بھیجے تھے۔ جن کے جواب مولوی محمد فضل خان صاحب چنگوی مؤلف اسرار شریعت نے تحریر فرمائے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ یہ مضمون دلچسپی سے پڑھا جائے گا۔ (ایڈیٹر)

عقل کا دخل شریعت میں

ہر ایک مسئلہ کا جواب لکھنے سے پیشتر کچھ تمہیدی کلمات لکھے جاتے ہیں۔ جن کے پڑھنے سے جوابات کا سمجھنا آسان ہو جائیگا۔ سو واضح ہو۔ کہ اس بات میں کچھ شک نہیں ہے کہ شریعت اسلام کا خطاب عقل سے ہے۔ اس لئے بالضرور ماننا پڑتا ہے کہ اسلام کا کوئی حکم عقل کے برخلاف نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اس میں مجنون مخبوط الحواس کو مخاطب نہیں بنایا گیا۔ انسان کی شرافت اور کرامت بوجہ عقل ہی قرار دیگئی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ دین المرء عقلہ من لا عقل لہ لا دین لہ یعنے آدمی کا دین اس کی عقل کے ذریعہ درست ہوتا ہے۔ جسکو عقل نہیں۔ اس کا کوئی دین نہیں ہے۔ مگر عقلی مذاہب مختلفہ کو دیکھ کر عدل اس امر کا مقتضی ہے کہ انسانی عقل کی صحت وسقم جانچنے کے لئے کوئی معیار ہو ورنہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جن باتوں کو ناقص العقل لوگ معقول سمجھ بیٹھتے ہیں۔ وہ حماقت اور مالیخولیا اور خیالات ناقصہ کا مجموعہ ثابت ہوتے ہیں ؎

عقل کاں پاکے دور ز خلق ❊ ہست حمق و عقل پندارند خلق
کیز شہر عقل را ویراں کند ❊ عاقلاں را گمرہ و ناداں کند

عقل کی صحت کا معیار کیا ہے؟

جب یہ امر ہے تو صحت عقل کے لئے کوئی معیار ہونا ضرور ہے۔ اور معیار اس کا مقرر کردہ ہو جو خالق عقل ہو سو اس کا خالق خدا تعالیٰ ہے۔ اور عقل کی صحت وسقم جانچنے کا معیار اس کا کلام ہے۔ اگر بجز اس معیار اور بغیر اقتباس نور وحی و بغیر آفتاب نبوت محض انسانی عقلیں درست و صحیح ہوتیں۔ تو دنیا کے صدہا مذاہب باطلہ کے پیرو جو اپنے تراشیدہ خیالات اور منگھڑت جذبات کو موافق عقل سلیم سمجھے بیٹھے ہیں۔ ان کو صحیح و درست کہنا پڑتا۔ عقل کی مثال آئینہ کی ہے۔ مگر کوئی آئینہ بغیر نور آفتاب چہرہ نما نہیں ہو سکتا۔ عقل کی مثال آنکھ کی ہے۔ جسکے ذریعہ سیاہ وسفید وغیرہ ہر رنگ کی تمیز ہو سکتی ہے۔ مگر کوئی آنکھ بجز شعاع آفتاب کچھ دیکھ نہیں سکتی۔ پس جسطرح جسمانی آنکھ و آئینہ میں امداد نور آفتاب کے سوا کچھ دیکھا نہیں جاسکتا۔ ایسا ہی روحانی چشم عقل کا حال ہے کہ وہ روحانی آفتاب یعنے پرتو نبوت کے بغیر کور ہے۔

عقل کے ساتھ وحی الٰہی کی ضرورت

اس میں کچھ شک نہیں ہے۔ کہ عقل عمدہ چیز ہے۔ لیکن اس کا جوہر تب ہی ظاہر ہوتا ہے کہ جب وہ اپنے جوڑے کے ساتھ شامل ہو ورنہ وہ دھوکا دینے میں دشمنوں سے بدتر ہے۔ دورنگی دکھانے میں منافقوں سے بڑھ کر ہے۔ خدا نے جوڑ بھی ایک عجیب چیز بنایا ہے۔ جہاں دیکھو جوڑے ہی سے کام نکلتا ہے۔ ہم تم سب آنکھوں ہی سے دیکھتے ہیں مگر آفتاب کی بھی ضرورت ہے کانوں ہی سے سنتے ہیں مگر ہوا کی بھی حاجت ہے۔ آفتاب چھپا تو بس اندھے بیٹھے رہو۔ کانوں کو ہوا سے ڈھانکا تو بس سننے سے چھٹی ہوئی ۔ ؎

حاجت نورے بود ہر چشم را ❊ ایں چنیں افتادہ قانون خدا
چشم بینا بے خور تاباں کہ دید ❊ کے چنیں چشمے خداوند آفرید
تا منش بود از خور تاباں کہ من ❊ خود برآرم روشنی از خویشتن
عالمے را کور کرد است ایں خیال ❊ سرنگوں افگند در چاہ ضلال
ناز بر فطرت مکن گر فطنتے است ❊ در رہ تو ایں خرد مندی است
چوں نیائی زیر تاب آفتاب ❊ کے فتد بر تو شعاعے در حجاب

جیسا کہ انسان کی ہر چیز محدود ہے۔ ایسا ہی اس کی عقل و تجربہ بھی محدود ہے۔ ایک حد تک پہنچکر عقل ماندہ ہو جاتی ہے۔ آگے نہیں جا سکتی۔ لہذا ایسی حالت میں خدا تعالیٰ نے انسان کی دستگیری کے لئے اپنا الہام و کلام مقرر کیا جو اس کے خاص الخاص بندوں انبیاء و رسولوں پر نازل ہوتا ہے۔ پس اس امر میں عقل کا معیار صحیح قرآن کریم و سنت نبوی ہے ❊

محض عقل موجب ضلالت بھی ہو جاتی ہے۔

حضرت مجدد الدین فیروز آبادی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ رایت النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی المنام فقلت لہ ما تقول فی ابن سینا فقال ھو الرجل اراد ان یصل الی اللہ بلا واسطتی فحجبتہ بیدی ھکذا فسقط فی النار۔ یعنی میں نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو خواب میں دیکھا۔ اور آپ سے پوچھا کہ حضور ابن سینا کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا ابن سینا نے چاہا تھا۔ کہ میری شریعت کے سوا خدا تعالیٰ کو پہنچ جاوے۔ پس میں نے اسکو اپنے ہاتھ سے اسطرح روک دیا۔ اور وہ دوزخ میں گر پڑا ؎

منتہائے عقل تعلیم خدا است ❊ ہر صداقت ما ظہور از انبیاست
بازبان حال گوید روزگار ❊ اے قصیر العمر گیر آموزگار

حواس باطنی کی ضرورت

عقلی حواس کے علاوہ اور حواس ہیں جو دریافت حقائق الاشیاء اور خدا شناسی کے لئے ہوتے ہیں۔ اور عقل بھی ان کے ساتھ مل جاتی ہے۔ عقل تنہا کوئی تسلی کی راہ بتا نہیں سکتی جب تک کہ اس کے حواس ساتھ نہ ہوں۔ اور وہ دوسرے حواس صرف انبیاء کو دئے جاتے ہیں۔ پس انکی پیروی لازم ہے۔ فلاسفر صرف اٹکل بازی سے کام لیتے ہیں۔ اور قطعی فیصلہ نہیں کر سکتے۔ ہاں انکار کر دیتے ہیں۔ پس سائل ہماری تمہید مذکورہ بالا کو ذہن نشین کر کے اپنے سوالات کے جوابات نمبروار ملاحظہ فرمائے۔ یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہے کہ جیسا کہ خدا تعالیٰ کی بنائی ہوئی ہر ایک دوا میں کئی کئی امراض کو دفع کرنے کے خواص پائے جاتے ہیں۔ ایسا ہی اسکے ہر ایک حکم میں کئی کئی حکمتیں اور مقاصد مودع ہیں۔ پس جبکہ ہم خدا تعالیٰ کے دست قدرت سے بنی ہوئی اشیاء یعنی اس کے کام میں امور کثیرہ کا تجربہ و مشاہدہ کر رہے ہیں۔ تو بالضرور شریعت الٰہی یعنے اس کا کلام بھی کئی کئی مصلحتوں اور حکمتوں پر مبنی ہو گا۔ لہذا ہم جو ایک ایک سوال کے ذیل میں کئی کئی جواب لکھیں گے۔ تو اس سے ہماری یہ مراد ہو گی کہ اس حکم الٰہی میں یہ سب حکمتیں مودع ہیں لیکن ہو کہ ہم بوجہ محدود العلم والعقل ہونے کے احکام الٰہیہ کی تمام حکمتوں اور مقاصد کو دریافت نہ کر سکیں۔ مگر ہماری کم علمی اور ہمارا نقصان عقل احکام الٰہیہ کی حکمتوں اور مقاصد کی نفی نہیں کر سکتا ❊

سوال اوّل - خروج ریح سے ہاتھ منہ - پاؤں کو کیوں دھویا جاتا ہے - اور تکمیل وضو کے لئے خروج ریح کے مقام کو کیوں نہیں دھویا جاتا ؟

جواب - بول و براز اور ہوا کے خارج ہونے سے جسم انسانی پر جو آثار مترتب ہوتے ہیں - ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے وضو اور تیمم کا حکم کر کے اس کے چار وجوہات بیان فرمائے ہیں - اوّل رفع حرج - دوم تطہیر - سوم اتمام نعمت چہارم شکر الٰہی -

اور قرآن کریم کے ایک دوسرے مقام پارہ ۹ میں پانی کے آثار مؤثرہ کا ذکر ایک اور پیرایہ میں چار وجہ پر بیان فرمایا ہے - ویُنزل علیکم من السماء ماءً لیطہرکم بہ ویذہب عنکم رجز الشیطان ولیربط علیٰ قلوبکم ویثبت بہ الاقدام -

یعنے اللہ تعالیٰ تم پر آسمان سے پانی اتارتا ہے تاکہ اس کے ساتھ تم کو پاک کرے - اور تم سے شیطان کی گندگی کو رفع کرے - اور تمہارے دلوں پر گرہ ڈالدے - اور اس کے ساتھ تمہارے قدم مضبوط اور محکم کر دے - اس آیت کی تشریح سب سے آخر حسب گنجایش لکھی جاوے گی - اب اگر ہم ان تمام الفاظ آیت مذکورہ بالا کو تشریح و تفصیل علیحدہ لکھنا شروع کریں تو ایک ضخیم کتاب بن جائے گی - لہذا بالفعل بطریق ایجاز و اختصار بحوالہ آیت اول الذکر کے سائل کا جواب لکھا جاتا ہے -

سو واضح ہو کہ خروج ریح سے انسان کے اندرونی پرزوں اور اعضائے رئیسہ پر ایک قسم کا حرج یعنی تنگی اور نجاست و کثافت و کسالت واقع ہوتی ہے - اور اسکو رفع کرنے کے لئے ہاتھ منہ - پاؤں کو پانی کے ساتھ دھو کر بذریعہ مسامات ان تک پانی کا اثر پہنچایا جاتا ہے - کہ اس کے ساتھ اس امر کا تدارک ہو جائے - آیت اول الذکر میں لفظ حرج ایک جامع لفظ ہے جس سے مراد تمام اقسام کے وہ نقائص ہیں - جو جسم انسانی کی اندرونی ساخت پر واقع ہوتے ہیں - حرج کے معنے ہماری اردو بولی میں تنگی اور سکڑنے کے ہیں - اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکی تعبیر الفاظ ذیل میں بیان فرمائی ہے - دکاءُ الاست عینتان فانہ اذا اضطجع استرخت مفاصلہ - یعنے سرین کا بندھن دونوں آنکھیں ہیں - کیونکہ جب انسان سو جاتا ہے - تو اس کے پٹھے ڈھیلے ہو کر سکڑ جاتے ہیں - تقریر مذکورہ بالا سے معلوم ہوا کہ شریعت اسلام نے خروج ریح کو باعث استرخاء مفاصل و کمزوری و سستی اعضائے رئیسہ قرار دیا اور ان کا ربط اور تقویت پانی اور مٹی کو قرار دیا ؟

وجہ یہ کہ انسانی جسم کے سبیلین سے بول و براز اور ہوا کا نکلنا استفراغ طبعی ہے - اور ایسے استفراغ طبعی سے تمام قالب انسانی کے قویٰ ظاہری و باطنی میں کمزوری اور ناتوانی کا لاحق ہونا مسلمہ بات ہے - اور اسکو رفع کرنے کے لئے پانی سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے کیونکہ پانی ہی تمام چیزوں کا مایہ حیات اور روح رواں ہے - اس لئے سبیلین سے بول و براز اور ریح نکلنے سے ہاتھوں اور منہ اور پاؤں کو دھویا جاتا ہے کہ پانی کا اثر بواسطہ مسامات سارے جسم کے اندرونی پرزوں میں سرایت کر جاتا ہے - اور حرارت غریزی کو ابھارتا ہے حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں فتوحات مکیہ کے صد ۳۳۲ میں تحریر فرماتے ہیں - کہ مشین کے پرزوں پر خروج بول و براز اور ہوا سے ایک قسم کا فتور اور موت واقع ہوتی ہے - اور اسکو درست کرنے کا آلہ اور اس کا زندگی بخش سرچشمہ پانی ہے - وہ فرماتے ہیں :-

الماءُ روحٌ فی نفسہ فانہ یعطی الحیاۃ من ذاتہ - قال اللہ تعالیٰ وجعلنا من الماء کل شیٍٔ حیٍّ - فان کل شیٍٔ یسبح بحمد اللہ ولا یسبح الا حی فالماء اصل الحیاۃ فی الاشیاء - یعنی پانی بذاتہ روح ہے - کیونکہ وہ اپنے ذاتی اثر سے زندگی بخشتا ہے - چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمنے ہر چیز کو پانی سے زندگی بخشی ہے - وجہ یہ ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تحمید میں مشغول ہے - اور تسبیح و تحمید وہی چیز پڑھتی ہے - جو زندہ ہو - پس اس سے واضح ہوا کہ اشیاء میں پانی زندگی کا سرمایہ ہے -

دوسرے الفاظ میں

ہر چیز کے اندر ایک قوت اور طاقت کی ہوا پھونکی ہوئی ہوتی ہے - جب تک وہ اس کے اندر رہتی ہے وہ چیز مضبوط اور درست رہکر خوب کام دیتی ہے - جب ہوا اس کے اندر سے نکل جاتی ہے تو وہ سست اور کمزور ہو کر پہلے جیسا کام نہیں دے سکتی - بائسکل کی ہوا اور انجن کی اسٹیم خارج ہونے کا انجام غور کرو - پس خروج ریح سے مخرج ناپاک نہیں ہو جاتا - جو اس کو دھونے کا حکم لاحق ہوتا - بلکہ خروج ریح کے وقت نفخ ایجزہ اور یہ جسم کے اندرونی پٹھے پاک ترین اعضاء یعنے دل - جگر دماغ - ناپاک اور سست ہوتے اور سو جاتے ہیں - اور یہ اسلئے حرج کی صفت ہے - اور دربار الٰہی میں حاضر ہونے کے وقت ان کو پانی بذریعہ مسامات اندر پہونچا کر پاک اور بیدار اور ہوشیار کیا جاتا ہے - یہی وجہ ہے کہ اسکو نجاست حکمی کہتے ہیں - حقیقی نہیں -

الغرض شریعت اسلامیہ نے بول و براز اور ہوا کے خارج ہونے سے وضو کا فعل بطور دوا و علاج مقرر فرمایا ہے - چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں - یعالج نفسہ الی الطہور - یعنی وضو کرنے والا پانی سے اپنے آپ کو درست کرتا ہے - اور ایک حدیث میں مذکور ہے - انظروا الی عبدی ھذا یعالج نفسہ - یعنے اس میرے بندے کو دیکھو کہ وہ اپنا علاج پانی سے کراتا ہے - اور ایک جگہ دوسری حدیث میں وضو کرنے کے فعل کو لکھا ہے - فوجدناہ دواءً و طہوراً - یعنے ہمنے وضو کرنے کے فعل کو اپنے لئے امراض سے پاک کرنے والی دوا پایا ؟

جواب اول اور الفاظ میں

علم الابدان میں لکھا ہے کہ بے ہوش اور غشی والے کے اطراف کو پانی سے دھو ڈالو تو وہ ہوش میں آجائے گا - پس بموجب علم طب جسم کے اطراف و جوانب یعنی ہاتھ - منہ پاؤں کا دھونا باعث تنبیہ و آگاہی و تقویت اعضائے رئیسہ ہے - اور خروج بول و براز و ریح کے آثار اسی امر کے مقتضی ہیں ؟

جواب اور الفاظ میں

شکم کی ہوا نکلنے سے پہلے انتڑیوں کے اندر نفخ پیدا ہو کر جب جسم کے تمام اندرونی پٹھوں پر اس کا اثر پہونچتا ہے - اور اس نفخ سے سارے اندرونی اعضاء رداعضا میں ایک قسم کا

تدافع اور تنازع پیدا ہو جاتا ہے۔ اور تنازع کا نتیجہ عام ضعف اور کمزوری ہوا کرتا ہے۔ یہی محاورہ اہل عرب میں بھی مروج تھا۔ اور اسی کے مطابق خدا تعالیٰ کا کلام ان کے لئے اُترا۔ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم۔ یعنے تنازع نہ کرو ورنہ کمزور ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا نکل جاویگی۔ اس ہوا نکلنے سے مراد قوت وطاقت کا چلا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر قسم کی ہوا خارج ہونے سے طاقت ضرور سلب ہوا کرتی اور کمزوری لاحق ہوتی ہے۔ پس یہاں بھی دبر سے خروج ہوا سے اندرونی اعضاء کی سستی وسلب طاقت نتیجہ تھا جس کا تدارک پانی کے ساتھ کرنے کا امر ہوا ۞

جواب اور الفاظ میں

علم الکیمیا سے ثابت ہوتا ہے کہ خروج بول وبراز و ریح سے انسان کے اندر سے کاربانک ایسڈ اور سلفوریٹڈ ایسڈ بکثرت خارج ہوتی ہے۔ اور اس وقت نازک ترین اعضائے رئیسہ سست ہو جاتے ہیں۔ اور پانی میں تمام چیزوں کی نسبت اکسیجن گیس جو تمام جانداروں کی زندگی کے لئے ضروری ہے۔ زیادہ ہوتی ہے۔ سو ایسے موقعہ پر اس گیس کو کام میں لانا مناسب ہوا۔ کیونکہ تمام جانداروں کے جسم میں جو حرارت درکار ہے۔ وہ اسی گیس اور جسم کی کاربن اور ہیڈروجن کے اتحاد کیمیائی سے ہمیشہ حاصل ہوتی ہے۔ گو یہ گیس سانس کے ساتھ ہر ایک انسان اور جانور کے اندر داخل ہوتی ہے۔ اور خون کو صاف کرتی ہے مگر ہاتھوں اور منہ اور پاؤں کو بالخصوص اس لئے دھویا جاتا ہے۔ کہ دل وجگر کا تعلق ہاتھوں اور منہ سے اور پاؤں کا تعلق دماغ سے ہوتا ہے۔ اور ان ظاہری اعضاء پر پانی ڈالنے سے اکسیجن گیس کا اثر بواسطہ مسامات و شریان فی الفور اعضائے رئیسہ پر براہ راست پہونچ کر ان کو بیدار وہوشیار بناتا اور منور کرتا اور دربار الٰہی کے قابل گردانتا ہے۔ اتحاد کیمیائی سے جب اس گیس کا اثر دماغ کے فاسفورس سے پہنچتا ہے۔ تو یہ گیس روشنی پیدا کرتی ہے۔ اور تاریک راتیں میں تہجد گذار وضوء کرنے والے اصحاب اس وقت اپنے دائیں اور سامنے نور اور روشنی مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور اکثر اس کو اپنے دماغ میں چراغ کی طرح پیشانی کے برابر روشن دیکھتے ہیں۔ گو وہ انسان کے اندر ہوتی ہے۔ مگر اتمام وضو کے بعد انسان ایسا معلوم کرتا ہے کہ یہ روشنی خارج میں ہے۔ خاکسار راقم الحروف اس امر کا ذاتی تجربہ رکھتا ہے۔ اس گیس کا انسان کے اندر فاسفورس سے متحد ہونے سے اتنا قوی اثر ہو جاتا ہے کہ قیامت اور حشر ونشر میں بھی اس کا اثر انسان کے اعضاء پر ظاہر اور نمایاں ہوگا۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۞

ان امتی یوم القیامۃ غرًا محجلین من اثار الوضوء فمن استطاع منکم ان یطیل غرتہ فلیفعل۔ یعنے قیامت کے روز میری امت کو جب پکارا جاوے گا۔ تو وضوء کے آثار کی ان کے ہاتھ اور پاؤں اور چہرہ روشن ہوگا۔ اس لئے تم میں سے جو کوئی روشنی بڑھا سکے وہ بڑھاوے ؎

سیرتے گاہ در وجوت غالب است
ہم براں تصویر حشرت واجب است

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ آخرت کا نور یہاں کے نور کا مثیل اور اس کا نتیجہ ہوگا۔ اور وہ اس سے بہت بڑھا ہوا ہوگا۔ اور اس کا نمونہ بعینہٖ دُنیا میں دیکھنا سراسر محال ہے۔ اعددت لعبادی الصالحین مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر ۞

یہاں پر ایک اعتراض ہو سکتا تھا جس کا ازالہ ضروری ہے کہ اندھیری رات میں اس روشنی کو مومن وغیر مومن متقی وفاسق مشاہدہ کرنے والے اس دنیائے فانی میں اپنی کرامت سمجھ بیٹھیں۔ بلکہ اس روشنی کا اثر اس وقت ان کے لئے موجب کرامت ہوگا۔ کہ اسکو یہاں سے صحیح وسالم لے کر حشر تک پہونچائیں۔ اور یہاں ہی کسی مخالف عنصر کے اثر سے اسکو بجھا نہ ڈالیں۔ ورنہ یہاں تو نیچر اور اشیاء عالم کا یہ خاصہ ہے کہ وہ اپنا فطرتی جوہر ظاہر ہی کرتے رہتے ہیں ۞

بحری سفر کرنے والے لوگ گواہی دے سکتے ہیں کہ سمندروں میں ایسی مچھلیاں راتیں میں بکثرت ملتی ہیں۔ جو چراغ کی طرح روشن ہوتی ہیں۔ کیونکہ ان میں فاسفورس زیادہ ہوتا ہے اور ناواقف اہل جہاز سمجھتا ہے کہ سمندر میں چراغ جلتا ہوا چلا جاتا ہے۔ ایسا ہی جنگلوں میں اندھیری رات میں بعض حیوانات کے اجسام روشن ہوتے ہیں۔ از انجملہ ایک جگنو ہے جسکو عربی میں حباحب کہتے ہیں۔ اور بعض طبیبوں نے بعض مریضوں کے اجسام میں روشنی دیکھ کر اس امر کی گواہی دی ہے۔ بعض بوٹیاں رات کو روشن ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ ان میں بھی فاسفورس کا مادہ زیادہ ہوتا ہے ۞

ہر انسان کے سارے عصبوں اور ہڈیوں اور بالخصوص دماغ میں فاسفورس زیادہ ہوتا ہے۔ اور دماغی اعمال شاقہ کرنے والے لوگوں کے دماغ میں فاسفورس بہت ہوتا ہے حتے کہ مرنے کے بعد انکی قبر پر بعض اوقات روشنی نظر آتی ہے۔

فاسفورس انسان کے اندر بڑی بیش بہا چیز ہے۔ جو مقوی اعضائے رئیسہ واعصاب ہے۔ اور اس کے تناسب کا قیام اور اس کا بقا انسان کے اندر اطراف جسم یعنی ہاتھ۔ منہ۔ پاؤں کو بکثرت پانی سے دھونے سے رہتا ہے یہی وجہ ہے کہ متوضی وغاسل اپنے اندر ایک سرور اور طاقت محسوس کرتا ہے ۞

جواب ایک اور پیرایہ میں

چونکہ انسان کے اندر سے بول وبراز ہوا خارج ہونے کے آثار موثر یکساں ہیں۔ اس لئے جوابات میں ہمنے ہر سہ امر کو رکھا ہے۔ سو واضح ہو کہ حدیث نبوی اور علم الابدان سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان کے اندر وہ عضو شریف ترین جو ہمارے وجود کا ستون اور جسپر شریعت کا خطاب ہے۔ وہ دل ہی ہے چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان فی جسد ادم لمضغۃ اذا فسدت فسد الجسد کلہ واذا صلحت صلح الجسد کلہ الا وھی القلب۔ یعنے بنی آدم کے جسم میں ایک بوٹی ہے۔ جب وہ بگڑ جاوے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ اور جب وہ درست رہے۔ تو سارا جسم درست رہتا ہے۔ خبردار وہ بوٹی دل ہے اس حدیث شریف سے بھی یہی ایما ہوتا ہے کہ خروج ریح و بول وبراز سے دل میں کسی قسم کا بگاڑ اور فساد ضرور پیدا ہو جاتا ہے۔ جسکو پانی اور مٹی کے ساتھ درست کرنے کا امر ہوا۔ دل کے بعد لطیف ونازک ترین اعضاء انسان کے

اندر داخل و جگر ہیں۔ اگر خروج ریح سے وضو کا امر تمدنی بیماری و تقویت و تصفیہ اعضائے رئیسہ کے لئے نہ ہوتا تو پھر ہر ایک بدبودار چیز کو سونگھنے اور ہر ایک ناپاکی اور گندگی کو ہاتھ لگانے سے امر وضو ہوتا۔ مگر خروج ریح سے انسان کے خارجی جسم کو کوئی ناپاکی لاحق نہیں ہوتی جو استنجا کرنا لازم آوے۔ اور مخرج کا دھونا قرار دیا جائے وہ مقام تو جسم انسانی میں سخت بعفونت ترین ... اور گزرگاہ ہے ۔

سوال دوم ۔ اسلامی شریعت میں بلی کو عزیز اور کتے کو ذلیل سمجھتے ہیں۔ حالانکہ بلی جیسا چور جانور دنیا میں کم ہے اور کتا بہت وفادار جانور ہے۔ بلی اور کتے کے جسم کی خاص کر منہ کی بناوٹ ایک ہی ہے ۔ اور بلی کی کھائی ہوئی چیز کو پاک اور کتے کے منہ کی ڈالی ہوئی چیز کو پلید ماننے میں یہ کیا وجہ ہے ؟

جواب (۲)۔ اس سوال میں بلی اور کتے کی عادات کا موازنہ آتا ہے۔ لہذا ہم پہلے ان دونوں جانوروں کی عادات لکھتے ہیں۔ پس انکی عادات کے ملاحظہ سے فضیلت اور منقصت کا منصب متمیز ہو جائے گا۔ سو واضح ہو کہ کتا سارے حیوانات سے بہت ہی ناپاک اور ذلیل ذہیں اور دنی ہمت ہوتا ہے ۔

(۱) کتے کی ہمت اپنی شکم پروری سے آگے متجاوز نہیں ہوتی

(۲) شدت حرص میں کتا سب حیوانات سے بڑھا ہوا ہوتا ہے انکی شدت حرص کی ایک یہ علامت ہے کہ جب وہ چلتا ہے تو اپنی ناک سے زمین کو سونگھتا جاتا ہے۔ اور اخلد الی الارض کا نمونہ بنتا ہے۔ مادام اپنے تمام اعضاء کو چھوڑ کر وہ یہ کو سونگھتا ہے ۔

(۳) وہ دور اندیش نہیں ہوتا۔ جب اسکو پتھر پھینکو تو بوجہ غصہ و غضب پتھر کو کاٹتا ہے ۔

(۴) بدبودار مردار بہ نسبت تازے گوشت کے کتے کو بہت پسند آتا ہے۔ گو بعض کتے بوجہ تربیت یہ عادت چھوڑ دیتے ہیں۔ مگر بالعموم تجربہ و مشاہدہ اول الذکر کا ہے۔ علاوہ کوڑے اور گندگی کو کھاتا ہے ۔

(۵) بخل کی عادت کتے میں سب جانوروں سے زیادہ ہوتی ہے اور کا ثبوت یہ ہے کہ جب کسی کتے کو کوئی ایسا مردار مل جاوے جو کئی سو کتوں کے لئے کافی ہو تو بھی وہ ایک کتا نہیں چاہتا کہ اس کے ساتھ اس مردار کے کھانے میں اور کوئی شامل ہوں۔ مرداروں پر اسبارہ سے ہی کتوں کو لڑتے ہوئے دیکھنا اسبارہ میں ہر کسی کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے

(۶) انکی شدت حرص کی ایک یہ علامت بھی ہے کہ جب کسی گرسنہ لباس اور خستہ حال مسافر کو دیکھتا ہے۔ تو اسکو بھونکتا اور اسپر حملہ کر بیٹھتا ہے اور گمان کر بیٹھتا ہے کہ وہ شخص میری روزی و غذا میں شراکت چاہتا ہے۔ لہذا جس گھر میں کتا ہو ایسے آدمی کا گذر محال ہو جاتا ہے۔ وجیہ و خوش پوش اور مہیب آدمی کو دیکھتا ہے تو اس کے آگے زمین پر سر رکھ کر خروش ظاہر کرتا اور اسکے آگے سر نہیں اٹھاتا۔

(۷) کتا کھڑا ہو یا بیٹھا ہو یا چلتا ہو اکثر زبان نکالے ہوئے ہانپتا رہتا ہے۔ خواہ اسپر کوئی حملہ کرے یا نہ کرے ہانپنا انکی سرشت میں داخل ہے۔ اور یہ بات انکی شدت حرص پر دال ہے کیونکہ اس کے جگر میں حرص کی گرمی انکی سوزش کی مقتضی ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف میں ایک جگہ دنی ہمت و بدخصال اور طلب دنیا میں سخت سوزش و جلن رکھنے والے انسان کو ایسے خسیس امور میں کتے سے تشبیہ دیگئی ہے۔ اور اسکو اخلد الی الارض فرمایا ہے ۔

حشر پر حرص شے مردار خوار ۔ صورتے کلبے بود روز شمار

(۸) کتا سیر ہو تو بھی بھونکتا اور بھوکا ہو تو بھی بھونکنا انکی فطرت میں داخل ہے مگر بلی کی ایسی عادت نہیں ہے وہ ایک بار سیر ہو جاوے۔ تو پھر جب تک بھوکی نہ ہو شکار نہیں کرتی اور نہ کسی جانور کو مارتی ہے۔ بلی چوہے جیسے موذی و منافی صحت جانور کی دشمن ہوتی ہے۔ پس اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ موذیات کو دفع کرنیوالے جانور کو اسلام دوست رکھتا ہے

(۹) عبث بھونکتے رہنا کتے کا خاصہ ہے سو یہ امر بھی اسلام کو ناپسند تھا لہذا اسلام نے توجہ دلائی کہ کوئی عبث کاری اختیار نہ کرنا ورنہ کتے سے تمہاری مثال صادق آئیگی اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔ من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ ۔ سو جنکی صحبت میں کتا مدام رہتا ہے ان میں بھی عبث کاری ضرور سرایت کر جاویگی ۔

(۱۰) کتا ایک ملعون جانور ہے جس کو بوجہ انکی گندگی و دنی ہمت ہونیکے فرشتے بھی نفرت کرتے ہیں کیونکہ کتے کی سرشت شیطان سے مناسبت رکھتی ہے وجہ یہ ہے کہ کمینا اور عبث کاری اور دوام غضبناک رہنا اور نجاست میں پڑا رہنا اور لوگوں کو ایذا دینا اور شیاطین سے الہام قبول کرنا انکی سرشت میں داخل ہے اور ان کا تجربہ و مشاہدہ گواہ ہے کہ کتا چلتے چلتے جہاں کوئی پاک مقام اور بلند ٹیلہ اور چھوٹا درخت دیکھتا ہے یا برتن ننگا پاتا ہے تو اکثر اوقات ٹانگ اٹھا کر اس پر بول کر دیتا ہے۔ بلی کی عادت ان امور مذکورہ میں سے کوئی بھی داخل نہیں ہے۔ بلکہ اس کے منہ سے کسی قسم کی آلودگی ہو تو اسکو زبان سے چاٹ کر صاف کر دیتی ہے اور انکی سرشت میں شیطانی الہام کا خاصہ نہیں ہے اور نہ وہ کتے جیسے خسیس کام کرتی ہے۔ اور محض شکار کرنا خواہ وہ چوری سے کرتی ہو یا ظاہر یہ اسکے درندہ ہونیکی وجہ سے ہے۔ درندہ ہونے کی حیثیت نے بلی کو حرام ٹھہرایا کیونکہ اگر وہ درندہ نہ ہوتی تو ہم کو ایذا دینے والے چوہوں کا شکار کسطرح کر سکتی۔ پس بلی کے پسندیدہ خصائل ہونے کی وجہ سے اسلام نے اس کے ساتھ الفت و انس کی توجہ دلائی اور کتے کے خصائل چونکہ انسانیت کے لئے مضر تھے اس لئے اس سے نفرت دلائی۔ کیونکہ خصلتیں اور سیرتیں جیسے انسانوں کی صحبت سے موثر ہوتی ہیں ایسا ہی حیوانات کی صحبت اور ان سے الفت و انس بھی نتیجہ پیدا کرتی ہے۔ کیونکہ اس عالم کے سارے ذرات میں یہ امر داخل ہے ۔

صحبت صالح ترا صالح کند ۔ صحبت طالح ترا طالح کند

پس کتے جیسے خبیث الفطرت جانور سے نفرت دلانے میں اسلام ہی حق بجانب ہے ۔

جب سے دنیا شروع ہوئی ہے کتے کے بھونکنے کی مثال ذلت کے مقام پر قدیم سے زبان زد عام و خاص چلی آتی ہے مگر بلی کے لئے یہ محاورہ کبھی استعمال نہیں ہوا ۔

ھر میوا الکلب لا یضرہ نبیح ۔ علی البدر المطہر من غبار

یعنے کتے کی آواز اس چاند پر خاک نہیں ڈال سکتی جسکو خدا نے گرد و غبار اور دھوئیں سے پاک کر رکھا ہے ۔

و یاتی یوم ربی مثل برق ۔ فلا تبقی الکلاب و لا النباح

یعنے میرے رب کا ایک دن بجلی کیطرح آئیگا اور اس دن نہ کتے ہی رہینگے اور نہ بھونکنے والے باقی ہونگے ۔

کتے کے متعلق رسول کریم فرماتے ہیں۔ اذا ولغ الکلب فی الاناء فاغسلوہ سبع مرات وعفروہ الثامنۃ بالتراب اور بلی کے متعلق فرمایا۔ الھرۃ لا تقطع الصلوۃ لانھا من ...

تمہیں کس نے متقی و مطہر کہا

پیغام نے لکھا ہے کہ باہر سلسلہ احمدیہ کی طرف توجہ کرنے کیلئے ہمیں متقی و مطہر کہا جاتا ہے اور گھر میں فاسق۔ منافق۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ سیٹھ عبداللہ الہ دین سکندرآباد۔ دکن نے اپنے اشتہار میں لکھا ہے کہ خدا نے اپنے وعدہ کے مطابق مسیح موعود کو ایک جماعت دی جو چار لاکھ ہے اور جو بہ ہیئت مجموعی تقوی و طہارت میں اپنی نظیر آپ ہے۔ پیغام کے محرر نے کیوں اس قدر سوء ظنی سے کام لیا ہے تم ہو ہی کتنے کہ تمہارے نکلنے سے چار پانچ لاکھ کی تعداد میں فرق پڑتا ہے۔ تم تو دو ہزار بھی بمشکل ہو۔ بلکہ تمہارا خروج تو اور بھی اس دعوی کو ثابت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو تقوی و طہارت میں اپنی نظیر آپ رکھنی چاہتا ہے۔ باقی فاسق کے معنے بدکار کے نہیں۔ بلکہ اس سے تو صرف خدا کے مقرر کردہ منتظم جماعت سے بغاوت مراد ہے۔

مسیح موعود کی ہتک مولوی محمد علی صاحب کی زبان سے

قادیان کو چھوڑ کر پھر بھی اپنی کامیابی کے لئے ہر اس بات کی نقل کیجاتی ہے جو قادیان ہو۔ اگر الفضل میں اخبار احمدیہ کا کالم ہے تو پیغام میں بھی یہ عنوان قائم کیا جاتا ہے۔ گو چل نہیں سکتا۔ اگر الفضل میں خطبات چھپتے ہیں تو پیغام میں بھی۔ غرض ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارے جاتے ہیں کہ شاید اسی راہ سے کچھ حاصل ہو لیکن چاروں طرف سے ناکامی ہی ناکامی۔

ایک خطبہ جمعہ ۲۸ مئی کے پیغام میں چھپا ہے جس میں امیر قوم نے ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب سے مماثلت تامہ و مشابہت کاملہ ہو جانے کی خوشی میں عرض کیا ہے اور فرمایا ہے

کہ آج چند خالی سارے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین سارے ائمہ سارے محدثین سارے مجدد سارے اولیا سارے کاملین امت کو (بقیہ ۳ دیکھو)

فہرست وصایا بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۱۶ء

۱۱۰۶- الٰہ بخش ولد حاکم قوم ارائیں ساکن خانپور تحصیل سرہند ریاست پٹیالہ اپنی جائداد اراضی اور مکان کل قیمتی اسا صہ چار صد پانچ روپیہ کے دسویں حصہ کی وصیت کی۔

۱۱۰۷- مسماۃ کمی زوجہ جھینا قوم ارائیں ساکن خانپور تحصیل سرہند ریاست پٹیالہ اپنے زیور قیمتی [illegible] کے ½ حصہ کی وصیت کی۔

۱۱۰۸- مسماۃ عظیمن زوجہ قادر بخش قوم رائیں ساکن خانپور تحصیل سرہند ریاست پٹیالہ اپنی جائداد از قسم زیور کل قیمتی مالیتی ۱۳۲ کے دسویں حصہ کی وصیت کی۔

۱۱۰۹- محترمہ حرمت بی بی بنت غلام محی الدین قوم مغل ساکن قادیان اپنی جائداد از قسم زیور کل قیمتی ایک ہزار کے پانچویں حصہ کی وصیت کی۔

۱۱۱۰- محترمہ خورشید بیگم بنت امام الدین قوم مغل ساکن قادیان اپنی جائداد از قسم زیور کل قیمتی چار ہزار کے دسویں حصہ کی وصیت کی۔

۱۱۱۱- محمد علی ولد حفیظ خان قوم جٹ باجوہ ساکن جونڈہ تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ اپنی غیر منقولہ جائداد [illegible] اراضی زرعی ۳۶ کنال کے دسویں حصہ کی وصیت کی۔

۱۱۱۲- عبدالعظیم ولد شیخ قطب الدین قوم درزی ساکن کلانواں تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کتابیں تقریباً قیمتی دو سو روپیہ کے دسویں حصہ کی وصیت کی۔

جن کی تعداد لاکھوں کروڑوں تک پہنچتی ہے محض ایک شخص کو نبی ماننے کے لئے ناقص قرار دیتے ہیں جیسے محمد علی ایم اے نے۔ ۔ ۔ ۔ ایک شخص کو کہا اور اس کا نام نہایت حقارت اور نفرت سے لیا۔ جانتے ہو اے معزز ناظرین الفضل کہ وہ کون ہے وہی مبارک وجود جس کے ہاتھ پر ایک وقت اس شخص نے اپنے کفر سے توبہ کی تھی۔ جس کے ذریعے اس شخص نے اپنا کھویا ہوا ایمان پایا۔ جس کے انفاس قدسیہ سے یہ مناسکار ہے الا اس قابل ہوا۔ کہ جماعت احمدیہ اس کی کچھ وقعت ہو۔ افسوس سے حسرت ہے کہ ابھی کفن میلا نہیں ہوا۔ اور یہ اس برگزیدہ کی ایسی ہتک کرتا ہے۔ جس کی امید مولوی ثناء اللہ اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے بھی نہیں ہو سکتی تھی۔ کیسے بے غیرت ہیں اس گروہ کے لوگ جو اپنے مرشد و ہادی کی یہ توہین سنتے ہیں اور پھر بھی اس مجلس میں بیٹھے ہوئے بلکہ ایسی اہانت کرنے والے کی اقتدا میں نماز ادا [illegible]

میدہ کی سیویاں بنانیکی آہنی نو ایجاد مشین

کون نہیں جانتا۔ کہ میدہ کی سیویاں نکالنا دو چار آدمیوں کا کام ہے۔ لیکن ہماری اس نو ایجاد مشین نے اس دقت کو رفع کر دیا ہے ایک بچہ بھی اس سے سیویاں نکال سکتا ہے۔ اس مشین میں ڈاٹ نکالنا نہیں پڑتا۔ آٹا پیسنے کی چکی کی طرح بجائے غلہ کے میدہ ڈالتے جاؤ۔ اور ہتھی کو پھراتے جاؤ۔ ایک گھنٹہ میں دو اڑھائی سیر لگاتار سیویاں نکلتی جاتی ہیں۔ پرزے نہایت مضبوط مختصر۔ دیر تک چلنے والے۔ چھلنیاں دو عدد موٹی اور باریک۔ ہر چھلنی میں ۶۱ سوراخ۔

بہ ترکیب استعمال جس میں پھینیاں بنانے کی بھی ترکیب ہے ہمراہ بھیجا جائیگا۔ سیاہ روغن کی ہوئی مشین کی قیمت ۱۲ اور سفید قلعی کی ہوئی مشین کی قیمت عہ۔ بکثرت سے فروخت ہو رہی ہیں ضرور منگوا کر وارفتہ ہو۔ محصولڈاک ایک مشین ۵ر اور دو پر ۱۰ر تاجروں کو خاص رعایت۔ بارہ عدد کے خریدار کو ایک مشین مفت۔

مستری فضل کریم اینڈ سنز احمدی جالندھری ثم قادیان